قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)
روزنامہ
الفضل
لندن
مدیر: ابو سعید
Online Edition
جمعرات 9 جنوری 2020ء | 13 جمادی الاولیٰ 1441 ہجری | جلد: 2 | شمارہ: 8

فرمانِ رسول ﷺ

نیکی کی جزا

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ایک شخص راستہ میں جارہا تھا کہ اس نے کانٹے دار ٹہنی پڑی ہوئی پائی۔اس نے اس کو ہٹادیا۔اللہ تعالیٰ نے اس کی اس نیکی کو بصورت شکریہ قبول فرمایااوراسے بخش دیا۔
(ترمذی باب ماجاء فی اماطۃ الاذی عن الطریق)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

توبہ کے حقیقی معانی

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’توبہ کے معنے ہیں ندامت اور پشیمانی سے ایک بد کام سے رجوع کرنا۔ توبہ کوئی بُرا کام نہیں ہے۔ بلکہ لکھا ہے کہ توبہ کرنے والا بندہ خدا کو بہت پیارا ہوتا ہے۔ خداتعالیٰ کا نام بھی تواب ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان اپنے گناہوں اور افعال بد سے نادم ہو کر پشیمان ہوتا ہے اور آئندہ اس بدکام سے باز رہنے کا عہد کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس پر رجوع کرتا ہے رحمت سے۔ خدا انسان کی توبہ سے بڑھ کر توبہ قبول کرتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر انسان خداکی طرف ایک بالشت بھر جاتا ہے تو خدا اس کی طرف ہاتھ بھر آتا ہے۔ اگر انسان چل کر آتا ہے تو خداتعالیٰ دوڑ کر آتا ہے یعنی اگر انسان خد اکی طرف توجہ کرے تو اللہ تعالیٰ بھی رحمت، فضل اور مغفرت میں انتہاء درجہ کا اس پر فضل کرتا ہے، لیکن اگر خدا سے منہ پھیر کر بیٹھ جاوے تو خداتعالیٰ کو کیا پروا۔

دیکھو یہ خداتعالیٰ کے فیضان کے لینے کی راہیں ہیں۔ اب دروازے کھلے ہیں تو سورج کی روشنی برابر اندر آ رہی ہے اور ہمیں فائدہ پہنچا رہی ہے، لیکن اگر ابھی اس مکان کے تمام دروازے بند کر دیئے جاویں تو ظاہر ہے کہ روشنی آنی موقوف ہو جاوے گی، اور بجائے روشنی کے ظلمت آ جاوے گی۔ پس اسی طرح سے دل کے دروازے بند کرنے سے تاریکی ذنوب اور جرائم آ موجود ہوتی ہے اور اس طرح انسان خدا کی رحمت اور فضل کے فیوض سے بہت دور جا پڑتا ہے پس چاہیے کہ توبہ استغفار منتر جنتر کی طرح نہ پڑھو۔ بلکہ ان کے مفہوم اور معانی کو مدنظر رکھ کر تڑپ اور سچی پیاس سے خداتعالیٰ کے حضور دعائیں کرو۔ توبہ میں ایک مخفی عہد بھی ہوتا ہے کہ فلاں گناہ میں کرتا تھا۔ اب آئندہ وہ گناہ نہیں کروں گا۔ اصل میں انسان کی خداتعالیٰ پردہ پوشی کرتا ہے کیونکہ وہ ستّار ہے بہت سے لوگوں کو خداتعالیٰ کی ستّاری نے ہی نیک بنا رکھا ہے ۔ ورنہ اگر خداتعالیٰ ستّاری نہ فرماوے تو پتہ لگ جاوے کہ انسان میں کیا کیا گند پوشیدہ ہیں‘‘

ان سب باتوں کے بعد میں تمہیں کہتا ہوں کہ خداتعالیٰ کی رحمتیں سمندروں سے بھی زیادہ ہیں۔ اگر وہ شدید العقاب ہے تو غفور رحیم بھی تو ہے ۔ جو شخص توبہ کرتا اور استغفار اور لاحول میں مشغول ہو جاتا ہے اور دین کو دنیا پر مقدم کر لیتا ہے تو وہ ضرور بچایا جاتا ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کا یہ متفق علیہ مسئلہ ہے کہ جو عذاب آنے سے پہلے ڈرتے ہیں اور خدا کی یاد میں مشغول ہو جاتے ہیں وہ اس وقت ضرور بچائے جاتے ہیں جبکہ عذاب اچانک آ دباتا ہے۔ لیکن جو اس وقت روتے اور آہ و زاری کرتے ہیں جبکہ عذاب آ پہنچتا ہے اور اس وقت گڑ گڑاتے اور توبہ کرتے ہیں جبکہ ہر ایک سخت سے سخت دل والا بھی لرزاں اور ترساں ہوتا ہے تو وہ بے ایمان ہیں وہ ہر گز نہیں بچائے جاتے۔‘‘
(ملفوظات جلد پنجم ص 404)

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اعۡبُدُوۡا رَبَّکُمُ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ وَالَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ ﴿۲۲﴾
(البقرہ:22)

(ترجمہ) اے لوگو! تم عبادت کرو اپنے رب کی جس نے تمہیں پیدا کیا اوران کو بھی جو تم سے پہلے تھے۔تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

فرمان خلیفہ وقت

نماز ساری ترقیوں کی جڑ اور زینہ ہے

ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

’’اَلَّذِیۡنَ اِنۡ مَّکَّنّٰھُمۡ فِی الۡاَرۡضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوۡا بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَنَھَوۡا عَنِ الۡمُنۡکَرِ ؕ وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الۡاُمُوۡرِ۔ (الحج:42)

یعنی وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو دنیا میں طاقت بخشیں تو وہ نمازوں کو قائم کریں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور نیک باتوں کا حکم دیں گے اور بُری باتوں سے روکیں گے اور سب کاموں کا انجام خدا کے ہاتھ میں ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ حقیقی مومن وہ ہیں جو طاقت ملنے کی صورت میں، کمزوری اور بے چینی کے بعد امن ملنے کی صورت میں، بہتر حالات ہونے پر، آزادی سے اپنی عبادات اور مذہب پر عمل کرنے کے حالات پیدا ہونے کے بعد اپنی خواہشات اور اپنے ذاتی مفادات کی طرف توجہ دینے والے نہیں بن جاتے بلکہ نماز قائم کرنے والے ہوتے ہیں۔ اپنی نمازوں کی طرف توجہ دینے والے ہوتے ہیں۔ اپنی مسجدوں کو آباد کرنے والے ہوتے ہیں۔ انسانیت کی خدمت کرنے والے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے غریبوں اور مسکینوں کے لیے اپنے مال میں سے خرچ کرنے والے ہوتے ہیں۔ اشاعتِ دین کے لیے قربانیاں کرنے والے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے لیے اپنے مال میں سے خرچ کر کے اسے پاک مال بناتے ہیں۔ نیک باتوں کی طرف خود بھی توجہ دیتے ہیں اور دوسروں کو بھی نیک باتیں کرنے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔برائیوں سے خود بھی رکتے ہیں اور دوسروں کو بھی برائیوں سے روکنے والے ہیں اور کیونکہ یہ سب کام اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے کی وجہ سے کرتے ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ بھی ان کے کاموں کے بہترین نتائج پیدا فرماتا ہے کیونکہ ہر چیز کا فیصلہ خدا تعالیٰ نے ہی کرنا ہے۔پس جو کام خدا تعالیٰ کی ہدایت پر، اُس کے حکم پر، اُس کی خشیت کو دل میں رکھتے ہوئے کیا جائے تو یقیناً اس کا انجام تو بہتر ہی ہو گا۔پس یہ اصولی بات اگر ہم میں سے ہر ایک سمجھ لے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والے بنتے چلے جائیں گے۔‘‘
(خطبہ جمعہ مورخہ 25؍اکتوبر 2019ء)

دربار خلافت

حضور انور کا مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے نام پیغام

اصلاح کے کام میں نماز کی خاص اہمیت ہے

پیارے ممبران مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی

السلام علیکم ...

مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی ہے کہ آپ کو اپنا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔اللہ تعالیٰ اس کا انعقاد ہر لحاظ سے با برکت فرمائے۔ آمین

مجھ سے اس موقع پرپیغام بھجوانے کی درخواست کی گئی ہے نیز مجھے بتایا گیا ہے کہ اجتماع کا موضوع ’’اصلاح‘‘ رکھا گیا ہے۔ یہ نہایت اہم اور بابرکت موضوع ہے۔ چنانچہ میں بھی اسی حوالے سے آپ کو چند نصائح کرنا چاہتا ہوں۔

ہم خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں امام الزمان حضرت مسیح موعودؑ کو ماننے کی توفیق دی جنہیں سب دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث فرمایا گیا تھا۔ یہی کام آپ کی وفات کے بعد خلفائے احمدیت کی راہنمائی میں آپ کی پیاری جماعت کے سپرد ہے۔ آج آپ جو یہاں جمع ہیں آپ نے بھی اصلاحِ خلق کا کام کرنا ہے لیکن وہ کیسے کیا جا سکتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اپنی اصلاح کی طرف توجہ کی جائے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

’’جو شخص مصلح بننا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ پہلے خود روشن ہو اور اپنی اصلاح کرے۔ دیکھو یہ سورج جو روشن ہے پہلے اس نے خود روشنی حاصل کی ہے۔ میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ ہر ایک قوم کے معلم نے یہی تعلیم دی ہے لیکن اب دوسرے پر لاٹھی مارنا آسان ہے۔ لیکن اپنی قربانی دینامشکل ہوگیا ہے۔ پس جوچاہتاہے کہ قوم کی اصلاح کرے اور خیر خواہی کرے وہ اس کو اپنی اصلاح سے شروع کرے۔ قدیم زمانے کے رشی اور اوتار جنگلوں اور بنوں میں جاکر اپنی اصلاح کیوں کرتے تھے ۔ وہ آج کل کے لیکچراروں کی طرح زبان نہ کھولتے تھے جب تک خود عمل نہ کر لیتے تھے ۔ یہی خدا تعالیٰ کے قرب اور محبت کی راہ ہے۔ جو شخص دل میں کچھ نہیں رکھتا اس کا اپنا بیان کرنا پر نالہ کے پانی کی طرح ہے جو جھگڑے پیدا کرتا ہے اور جو نور معرفت اور عمل سے بھر کر بولتا ہے وہ بارش کی طرح ہے جو رحمت سمجھی جاتی ہے‘‘

یاد رکھیں کہ سب احمدی نوجوانوں کی تنظیم مجلس خدام الاحمدیہ کے ممبران ہیں جس کے بانی حضرت مصلح موعودؓ نوجوانوں کی اصلاح پر بہت زور دیتے تھے۔ چنانچہ ایک موقع پر آپ نے فرمایا کہ

’’قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی‘‘

پس اس نصیحت کی اہمیت کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ دینی جماعتوں کی ترقی کے لئے یہ نہایت اہم نصیحت ہے جسے ہر احمدی نوجوان کو سامنے رکھنا چاہئے۔ اس کے لئے اپنے اپنے جائزے لیں کہ آپ کے اندر کون کون سی برائیاں اور کمزوریاں موجود ہیں اور اُن کے اسباب اور وجوہات بھی معلوم کریں۔پھر ان ذرائع سے آگاہی حاصل کریں جن سے یہ کمیاں دور کی جا سکتی ہیں۔ چند سال قبل آپ نے عملی اصلاح پر میرے سلسلہ وار خطبات جمعہ سنے ہوں گے وہ کتابی شکل میں بھی چھپ چکے ہیں۔ان میں ان ساری باتوں کی وضاحت موجودہے۔مثلاًیہ بتایاگیاتھاکہ زمانے کی ایجادات اور سہولتوں سے فائدہ اٹھانا منع نہیں ہے۔ ان کے ذریعہ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کا مددگار بننا ہے۔ نہ کہ بےحیائی اور بے دینی اور بے اعتقادی کے زیر اثر اپنے آپ کو دشمن کے حوالے کرنا ہے۔دنیا کی اصلاح کرنے اور انقلاب لانے والی قومیں اپنی کمزوریوں پر نظر رکھتی ہیں۔ یاد رکھیں کہ عملی اصلاح سے آپس کی لڑائیاں ، مال کی ہوس،ٹی وی اور دوسرے ذرائع پر بیہودہ پروگراموں کو دیکھنا ایک، دوسرے کے احترام میں کمی وغیرہ سب برائیاں ختم ہوجائیں گی۔ آنحضرت ﷺ پر ایمان لانے والوں میں چور، ڈاکو،فاسق و فاجر، جواری، شراب خوروغیرہ برائیوں میں مبتلا لوگ بھی تھے۔ حقیقی ایمان نے ان میں قوت ارادی پیداکی۔ انہوں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ اب خدا تعالیٰ کے احکامات کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھانا ۔انہوں نے اپنے اعمال کی کمزوری کو اس طرح پرے پھینکا جس طرح ایک تیز سیلاب کا ریلا ایک تنکے کو بہا کر لے جاتا ہے۔ اس لئے صحابہؓ کے اس اسوہ کو اپنانے کی کوشش کریں اور ہر گناہ کے خلاف اپنی قوت ارادی کو بلند کریں اور ہمیشہ اللہ اور رسول کے حکموں کو اپنی زندگیوں میں جاری کریں۔ اس کے لئے آپ کو میرے خطبات سے بہت راہنمائی ملے گی۔ انہیں سننے اور پڑھنے کی عادت ڈال لیں تو اس سے ان شاء اللہ نہ صرف آپ کی اپنی اصلاح ہو جائے گی بلکہ آپ دوسروں کی اصلاح کا فریضہ بھی احسن رنگ میں سرانجام دے سکیں گے۔

اصلاح کے کام میں نماز کی ادائیگی کی خاص اہمیت ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنۡهٰى عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡكَرِ(العنکبوت:46)یعنی یقیناً نماز بےحیائی اور ہر ناپسندیدہ بات سے روکتی ہے۔ آپ ابھی رمضان کے با برکت مہینہ سے گزرے ہیں۔اس میں آپ کو نمازوں اور دعاؤں کی جو توفیق ملی ہے اس میں مداومت اختیارکریں۔پھر قرآن شریف کی تلاوت کا زیادہ موقع ملا ہوگا اسے بھی جاری رکھیں۔ اس کے ترجمہ پر غور کیا کریں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود کی کتابیں پڑھنے سے بھی اصلاح نفس اور روحانی ترقی کی توفیق ملتی ہے۔ آپ نے اپنی پیاری جماعت کو ’’ہماری تعلیم‘‘ کو بار بار التزام کے ساتھ پڑھنے اور اسے جماعتوں میں پڑھ کر سنانے کی تلقین فرمائی تھی ۔ اسی حوالے سے چند ماہ قبل میں نے احباب جماعت کو اس کتاب کے مطالعہ کی خطبہ جمعہ میں نصیحت کی تھی ۔ اس طرف بھی توجہ دیں اس سے آپ کے اندر پاک تبدیلی کا جوش پیدا ہوگا اور آپ کے وجود میں ان شاء اللہ روحانی انقلاب برپا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ آپ کو ان تمام باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

خدا ہو تمہارے ساتھ

بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے
حاصل ہو تم کو دید کی لذت خدا کرے

توحید کی ہو لب پہ شہادت خدا کرے
ایمان کی ہو دل میں حلاوت خدا کرے

پڑ جائے ایسی نیکی کی عادت خدا کرے
سرزد نہ ہو کوئی بھی شرارت خدا کرے

حاکم رہے دلوں پہ شریعت خدا کرے
حاصل ہو مصطفےٰؐ کی رفاقت خدا کرے

مٹ جائے دل سے زنگِ رذالت خدا کرے
آجائے پھر سے دورِ شرافت خدا کرے

مل جائیں تم کو زہد و امانت خدا کرے
مشہور ہو تمہاری دیانت خدا کرے

بڑھتی رہے ہمیشہ ہی طاقت خدا کرے
جسموں کو چھو نہ جائے نقاہت خدا کرے

مل جائے تم کو دین کی دولت خدا کرے
چمکے فلک پہ تارۂ قسمت خدا کرے

ہر گام پر فرشتوں کا لشکر ہو ساتھ ساتھ
ہر ملک میں تمہاری حفاظت خدا کرے

تم ہو خدا کے ساتھ خدا ہو تمہارے ساتھ
ہوں تم سے ایسے وقت میں رُخصت خدا کرے

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

(کلام محمود)

فرازیاسین ربانی۔غانا

مومن کو ہمیشہ مسجد کے آداب کا خیال ملحوظ رہنا چاہئے

”اے میرے اللہ میرے گناہ بخش دے اور اپنی رحمت کے دروازے مجھ پر کھول دے“حدیث نبویؐ

مساجد اللہ کی محبوب ترین مقامات میں سے ہیں اور ان مقامات کا تقدس قائم رکھنے کے لئے قرآن پاک ، رسول اللہ ﷺ، حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء سلسلہ نے ان مقامات کے آداب کا ذکر کیا ہے۔ جن کو خاکسار نے مضمون کی صورت میں جمع کرنے کی سعی کی ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

- (ترجمہ)اور جب ہم نے (اپنے) گھر کو لوگوں کے بار بار اکٹھا ہونے کی اور امن کی جگہ بنایا اور ابراہیم کے مقام میں سے نماز کی جگہ پکڑو اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو تاکید کی کہ تم دونوں میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف بیٹھنے والوں اور رکوع کرنے والوں (اور) سجدہ کرنے والوں کے لئے خوب پاک و صاف بنائے رکھو۔ (البقرۃ:126)
- (ترجمہ)اور جب ہم نے ابراہیم کے لئے خانہ کعبہ کی جگہ بنائی (یہ کہتے ہوئے کہ) میرا کسی کو شریک نہ ٹھہرا اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں (اور) سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک وصاف رکھ۔ (الحج:27)
- (ترجمہ)اے ابنائے آدم! ہر مسجد میں اپنی زینت (یعنی لباسِ تقویٰ) ساتھ لے جایا کرو۔ اور کھاؤ اور پیو لیکن حد سے تجاوز نہ کرو۔ یقیناً وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (الاعراف:32)

آنحضرت ﷺ جب مسجد میں داخل ہو تے تو یہ دعا پڑھتے:

بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ۔
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي ذُنُوْبِي وَافْتَحْ لِي اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

اللہ کے نام کے ساتھ۔اللہ کے رسول پر سلامتی ہو۔ اے میرے اللہ میرے گناہ بخش دے اور اپنی رحمت کے دروازے مجھ پر کھول دے۔

آنحضرت ﷺ جب مسجد سے باہر تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ۔
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي ذُنُوْبِي وَافْتَحْ لِي اَبْوَابَ فَضْلِكَ

اللہ کے نام کے ساتھ۔اللہ کے رسول پر سلامتی ہو۔ اے میرے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور اپنے فضل کے دروازے مجھ پر کھول دے۔

(ابن ماجہ کتاب المساجد باب الدعا عند دخولِ المسجد)

ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا : جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو بیٹھنے سے قبل 2 رکعت(نفل)ادا کرے۔

(بخاری کتاب الصلوۃ با ب اذا دخل المسجد فلیرکع)

حضرت ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جب تم جنت کے باغوں میں سے گزرو تو وہاں کچھ کھا پی لیا کرو۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ جنت کے باغ کیا ہیں؟ اس پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا”مساجد جنت کے باغ ہیں“ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ان میں کھانے پینے سے کیا مراد ہے اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سُبحَانَ اللّٰهِ وَ الحَمْدُ لِلّٰه وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وَاللّٰهُ اَكْبَر پڑھنا۔

(ترمذی۔کتاب الدعوات، باب حدیث فی اسماء اللہ الحسنیٰ مع)

آنحضرت ﷺ نے ایک اور موقع پر فرمایا: بعض باتیں مسجد میں کرنا جائز نہیں 1۔مساجد کو گزرنے کا راستہ نہ بنایا جائے۔2۔مساجد میں اسلحہ کا استعمال بلاوجہ نہ کیا جائے۔3۔مسجدوں میں کمان نہ پکڑی جائے اور نہ مسجد میں تیر برسائے جائیں۔ 4۔کچّا گوشت لے کر مسجد سے نہ گزرا جائے۔5۔مسجد میں نہ تو کسی پر حد جاری کی جائے اور نہ مسجد میں کسی سے قصاص لیا جائے۔

(سنن ابن ماجہ،کتاب المساجد باب مایکرہ فی المساجد)

آنحضرت ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا:مسجد میں مشاعرہ کے رنگ میں اشعارنہ پڑھے جائیں (یعنی ایسے اشعار جو لغویات کے زمرہ میں آتے ہیں) اس میں بیٹھ کر خرید و فروخت نہ کی جائے۔ یا جمعہ کے دن نماز سے پہلے لوگ حلقے بنا کر بیٹھے باتیں نہ کریں۔

(ابو داؤد کتاب الصلوۃ باب تحلیقات یوم الجمعۃ)

ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے صحابہ ؓ کو مخاطب کرکے فرمایا : اگر تم لوگ پہلی صف کی فضیلت جانتے تو اس میں شرکت کے لئے قرعہ اندازی کرتے۔

(بخاری کتاب الصلوۃ حدیث نمبر:984)

ان احادیث میں آنحضرت ﷺ نے ہمیں مساجد کے آداب و احترام کی طرف توجہ دلائی ہے اور مساجد کو ہر قسم کی لغویات سے پاک رکھنے اور دنیاداری کے جملہ امور سے منزہ رکھنے کی ہدایت فرمائی ہے کیونکہ مساجد اللہ تعالیٰ کا گھرہیں۔

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ”جو شخص پیاز، لہسن یا کوئی بدبوداریچیز کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آیا کرے کیونکہ فرشتوں کو بھی اُس چیز سے تکلیف ہوتی ہے جس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔“

(صحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب نہی اکل الثوم)

حضرت عمر و بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مسجد میں مشاعرہ کے رنگ میں اَشعار پڑھنے سے منع فرمایاہے۔ اور(اس بات سے بھی منع فرمایاہے کہ)اس میں بیٹھ کر خرید و فروخت کی جائے اور مسجد میں جمعہ کے دن نماز سے پہلے لوگ حلقہ بنا کر بیٹھے باتیں کریں۔

(ترمذی ابواب الصلوۃ باب ماجاء فی کراھیۃ البیع والشراء)

حضرت سلمان فارسی ؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور خوب اچھی طرح سے پاکیزگی اختیار کرے اور تیل استعمال کرے یا گھر میں جو خوشبو میسر ہو، استعمال کرے، پھر نماز جمعہ کے لئے نکلے اور مسجد میں پہنچ کر دو آدمیوں کے درمیان میں گھس کر نہ بیٹھے۔ پھر جتنی ہو سکے نفل نماز پڑھے اور جب امام خطبہ شروع کرے تو خاموش سنتا رہے تو اس کے اِس جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“

(بخاری کتاب الجمعۃ باب الدھن للجمعۃ)

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ”جب امام جمعہ کا خطبہ دے رہا ہو اور تُو اپنے پاس بیٹھے آدمی سے کہے کہ خاموش ہو جا تو تُو نے خود ایک لغو حرکت کی۔“

(بخاری کتاب الجمعۃ باب الانصات یوم الجمعۃ والامام یخطب)

آنحضرت ﷺ نے ایک موقعہ پر فرمایا مساجد اس لئے نہیں کہ ان میں پیشاب کیا جائے،تھوکا جائے یا کوئی گند وغیرہ پھینکا جائے(یعنی مسجدوں کو ہر قسم کی گندگی سے پاک صاف رکھنا چاہئے) کیونکہ وہ اللہ کے ذکر اور قرآن کریم کے پڑھنے کے لئے تعمیر کی جاتی ہیں۔

(مسلم کتاب الطہارۃ باب وجوب غسل البول)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں۔

”ظاہری پاکیزگی باطنی طہارت کی مُمِد اور مُعاوِن ہے......یاد رکھو کہ ظاہری پاکیزگی اندرونی طہارت کو مستلزم ہے۔اسی لئے لازم ہے کہ...... ہر نماز میں وضو کرو، جماعت کھڑی کرو تو خوشبو لگا لو، عیدین اور جمعہ میں خوشبو لگانے کا جو حکم ہے وہ اِسی بنا پر قائم ہے،اَصل وجہ یہ ہے کہ اِجتماع کے وقت عفونت کا اندیشہ ہے۔ پس غسل کرنے اور صاف کپڑے پہننے اور خوشبو لگانے سے سمیت اورعفونت سے روک ہو گی۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد 1 ص704-705)

”مسجد کی اصل زینت عمارتوں کے ساتھ نہیں ہے بلکہ ان نمازیوں کے ساتھ ہے جو اخلاص کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔“

(ملفوظات جلد 4صفحہ 491)

”اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔یہ خانہ خدا ہوتا ہے۔ جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہوگئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔“

(ملفوظات جلد 4ص93)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں۔

”رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے اور جماعت ہو رہی ہو تو وقار اور سکینت سے آئے اور ادب کرے۔جیسا کہ کسی شہنشاہ کے دربار میں داخل ہوتا ہے۔“

(حقائق الفرقان جلد1صفحہ 221)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں۔

”اے بنی نوع انسان! ہر نماز کے وقت زینت کا خیال رکھا کرو۔ اِسی لئے شریعت نے حکم دیا ہے کہ نماز سے پہلے وضو کیاجائے۔ صاف ستھرے کپڑے پہنے جائیں۔ کوئی (بد) بودار چیز نہ کھائی جائے۔“

(تفسیر کبیر جلد 5ص 367)

”جب آپؐ نے فرمایا ہے کہ کچا پیاز وغیرہ کھا کر مسجد میں نہ آؤتو اسی میں یہ بات بھی آجاتی ہے کہ اگر کوئی اچھی چیز انسان کھائے اور پھر اپنے منہ کو صاف نہ کرے اور اس کی سڑاند منہ میں پیدا ہو جائے تو اس صورت میں بھی اسے اجتماع سے دُور رہنا چاہئے پھر رسول کریم ﷺ نے اس کی کیا ہی لطیف حکمت بیان فرمائی ہے۔آپ ﷺ فرماتے ہیں بدبو دار چیزوں سے فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے۔اب فرشتہ کوئی جسمانی چیز تو ہے نہیں کہ بدبو اسے تکلیف ہو۔مراد یہی ہے کہ ہر نیک فطرت انسان اس سے اذیت محسوس کرتا ہے اورپاک لوگوں کو اس طرح تکلیف ہوتی ہے اس لئے تم مسجد میں ایسی چیزیں کھا کر نہ آیا کرو جن سے انہیں تکلیف ہو...... تکلیف تو اسے ہی ہو گی جو فرشتہ خصلت ہو گا اور پاک صاف رہنے والا ہو گا۔اسی لئے رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے لئے آؤ توکپڑے بدل کر آؤ۔اس کی حکمت تو ظاہر ہی ہے۔کپڑے کو پسینہ لگتا رہتا ہے اور پسینہ میں چونکہ زہر بھی ہوتی ہے اور بُو بھی۔پس اس کا انسان کی اپنی صحت پر بھی بُرا اثر پڑتا ہے اور دوسروں کو بھی

بُو سے اذیت پہنچتی ہے۔اس لئے رسول کریم ﷺ نے ہدایت دی کہ کپڑے بدل کر آیا کرو۔‘‘

(خطبات محمود جلد22صفحہ 113-114)

حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

’’اَنۡ طَہِّرَا بَیۡتِیَ کہ تم دونوں میرے گھر کو پاک کرو اور اسے ہر قسم کے عیبوں اور خرابیوں سے بچاؤ...اس سے مراد ظاہری صفائی بھی ہے جیسا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مساجد کو صاف رکھو اوراس میں عُود وغیرہ جلاتے رہو۔اور اس سے باطنی صفائی بھی مراد ہو سکتی ہے۔یعنی مسجد کی حرمت کا خیال رکھواور اس میں بیٹھنے کے بعد لغویات سے کنارہ کش رہو۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 2صفحہ 170)

فرمایا:’’لُغت کی رُو سے بھی نجاستِ ظاہری اور باطنی دونوں کودُور کرنے کیلئے تطہیر کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 2صفحہ 170)

آپؓ مزید فرماتے ہیں:

’’مساجد کو صاف رکھنے کا رسول کریم ﷺ نے خاص طور پر حکم دیا ہے...اسلام نے بتایا ہے کہ ہوا خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اب اگر یہ مسئلہ نہ ہوتا اور ایک اصول قائم نہ کردیا جاتا تو کئی لوگ مسجدوں میں آتے اور ہوائیں خارج کرتے رہتے نتیجہ یہ ہوتا کہ بدبوسے لوگوں کا دماغ خراب ہو جاتا۔ پس اس میں بھی اسلام نے حکمت رکھی ہے اسی طرح رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسجد میں تھوک یا بلغم پھینکنا گناہ ہے اور اگر کوئی شخص تھوک دے یا بلغم پھینکے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے اس تھوک کو اٹھا کر زمین میں دفن کرے اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ مسجد ایک ایسی جگہ ہے جہاں سب مسلمانوں نے اکٹھا ہونا ہوتا ہے اگر تھوک یا بلغم پڑا ہو تو لوگوں کو تکلیف ہو۔نمازیں پڑھنی ہوتی ہیں ایسی صورت میں نمازیوں کو جو تکلیف پیش آسکتی تھی وہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔مسجد میں تھوکنے کی عادت کو مسلمان اب چھوڑ بیٹھے ہیں لیکن مسجد میں بے احتیاطی سے کھانا کھانے کی عادت ابھی ان میں سے نہیں گئی۔جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سالن گر جاتا ہے اور پھر اس سالن پر یا دال پر مکھیاں بِھنبھِناتی اور بُوپیدا ہوتی ہے۔حالانکہ اگروہ اس بات کو سمجھتے کہ مسجد میں تھوکنے کو رسول کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے تو وہ مسجد میں دال وغیرہ گرا کر تھوک سے بھی زیادہ غلاظت نہ پھیلاتے۔ تھوک بیشک ایک کراہت کی چیز ہے مگر اس کی سڑاند بعد میں قائم نہیں رہتی لیکن سالن اور دال وغیرہ جب مسجد میں گر جائے تو چونکہ ان چیزوں میں گھی ہوتا ہے اس لئے اس کی سڑاند بعد میں بڑھتی رہتی ہے مگر لوگ تھوک تو مسجد میں نہیں پھینکتے اور دال یا سالن گرا کر اس سے بہت زیادہ سڑاند پیدا کر دیتے ہیں مسجد میں بے شک کھانا کھانا منع نہیں مگر اتنی احتیاط تو ضرور کرلینی چاہئے کہ انسان کھاتے وقت کوئی کپڑا بچھالے اورپھر احتیاط سے کھائے تاکہ مسجد میں چیونٹیاں اور مکھیاں اکٹھی نہ ہوں اور نمازیوں کو تکلیف نہ ہو۔‘‘

(خطبات محمود جلد22صفحہ 115-116)

حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ مزیدفرماتے ہیں۔

’’مساجد خدا کا گھر کہلاتی ہیں اور مساجد وہ مقام ہیں جو خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے مخصوص ہیں مگر لوگ جب مساجد میں آتے ہیں تووہ ہزار قسم کی بکواس کرتے ہیں،آپس میں دنیوی معاملات پر لڑتے جھگڑتے ہیں،ایک دوسرے کو جوش میں گالیاں بھی دے دیتے ہیں۔ غیبت بھی کر لیتے ہیں اور انہیں ذرا بھی یہ احساس نہیں ہوتا کہ وہ خدا کے گھر میں بیٹھ کر کس قسم کی شرمناک حرکات کر رہے ہیں۔ اُنہیں تو چاہئے تھا کہ وہ جب تک مساجد میں رہتے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ان کی زبانیں تر رہتیں مگر وہ بجائے ذکر الٰہی کرنے کے دنیوی امور میں ا پنے قیمتی وقت کو ضائع کرکے خدا تعالیٰ کی ناراضگی کے مرتکب بن جاتے ہیں۔......مساجد میں اس قسم کی باتیں ہوتی ہیں اور اس قدر شور بعض لوگوں نے مچایا ہواہوتا ہے کہ تعجب آتا ہے کیوں ابھی تک لوگوں کو اتنی موٹی بات بھی معلوم نہیں ہوئی کہ انہیں مساجد کا احترام کرنا چاہئے۔ اور لغو باتوں کی بجائے ذکر الٰہی میں اپنا وقت گزارنا چاہئے......یا اگر باتیں ہی کرنی ہوں تو دین کی باتیں کریں.... ہم اپنی مساجد میں جب بیٹھتے ہیں تو ہمیشہ دین کی باتیں کرتے ہیں یا ایسی دنیوی باتیں بھی کرلیتے ہیں جو دین سے تعلق رکھتی ہیں مگر یہ نہیں ہونا چاہئے کہ مساجد میں بیٹھ کر سوداسلف کی باتیں شروع کردی جائیں۔یا ایک دوسرے کی غیبت شروع ہو جائے۔یہ ساری باتیں سخت معیوب ہیں اور انسان کو خدا تعالیٰ کی نظر میں گنہگار بنا دیتی ہیں۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 8ص542-543)

فرمایا:’’مساجدذکر الٰہی کے لئے ہیں لیکن ذکر الٰہی ان تمام باتوں پر مشتمل ہے جو انسان کی ملی،سیاسی،علمی اور قومی برتری اور ترقی کے لئے ہوں۔لیکن وہ تمام باتیں جو لڑائی،دنگہ،فساد یا قانون شکنی سے تعلق رکھتی ہوں خواہ ان کا نام ملی رکھ لو یا سیاسی۔قومی رکھ لو یا دینی ان کا مساجد میں کرنا ناجائز ہے۔ اسی طرح مساجد میں ذاتی امور کے متعلق باتیں کرنا بھی منع ہے کیو نکہ اسلام مسجد کو بیت اللہ قرار دیتا اور اسے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے مخصوص قرار دیتا ہے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 6 ص 29)

حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ فرماتے ہیں۔

’’مساجد اللہ ہی کی ملکیت ہیں اس لئے مسجد کا مالک خدا ہی ہوتا ہے......تاہم جو شخص دل میں بری نیت،گری ہوئی خواہشات اور شرارت کے ارادہ سے مسجد میں آتا اور اس کی بے حرمتی کرنا چاہتا ہے اسے اس میں داخل ہونے کی اجازت نہیں۔‘‘

(خطبات ناصر جلد 8 ص 645)

فرمایا:’’قرآن کریم نے جو یہ فرمایا یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ خُذُوۡا زِیۡنَتَکُمۡ عِنۡدَ کُلِّ مَسۡجِدٍ (الاعراف:23)تو یہاں بھی اسی طرف ہمیں متوجہ کیا گیا ہے۔ مسجدتذلل اور عبادت کے مقام کو کہتے ہیں اور زِیۡنَۃ سے یہاں مراد دل کی صفائی اور پاکیزگی اور دل کا تقویٰ ہے اللہ تعالیٰ نے یہاں حکم دیا ہے کہ جب بھی میرے حضور تذللے جھکنا چاہو اور میری اطاعت اور میری عبادت کرنا چاہو اس کے لئے ضروری ہے کہ پہلے تم اپنے دلوں کو پاکیزہ کرو اور تقویٰ کی راہوں کو اختیار کرتے ہوئے مجھ تک پہنچنے کی کوشش کرو۔‘‘

(خطبات ناصر جلد 2 ص 70-71)

حضرت خلیفۃالمسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

’’سب سے زیادہ توجہ کا مرکز اللہ کا گھر ہونا چاہئے کسی محلے میں کسی شہر میں اور ساری جماعت کو اس کو پاکیزہ رکھنے میں اور اسے زینت بخشنے میں حصہ لینے کی اس طرح کوشش کرنی چاہئے کہ اگر حصہ ملے تو اپنا اعزاز سمجھے اگر حصہ نہ ملے تو محروی سمجھے۔‘‘

(خطبات طاہر جلد 6صفحہ 529)

فرمایا:’’خُذُوۡا زِیۡنَتَکُمۡ عِنۡدَ کُلِّ مَسۡجِدٍ (الاعراف:32) کہ اے مومنو! تم ہرمسجد میں اپنی زینت خود ساتھ لے کر جایا کرو...خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ سمجھایا کہ.... تم مہمان ہو اور میں تمہارا میزبان ہوں۔میرا گھر ہے جس میں تم آرہے ہو اس لئے میں ہر ایک سے حسبِ مراتب کے مطابق سلوک کروں گا۔تمہاری زینتوں کو دیکھا جائے گا کہ تمہاری کتنی قدر ہونی چاہئے اس مسجد میں۔تم اپنی قیمت خود بڑھانے والے ہو گے اور جتنی اپنی قیمت اُونچی کرتے چلے جاؤ گے اتنا ہی اس میزبان کو زیادہ قدر دان پاؤ گے۔‘‘

(خطبات طاہر جلد 8صفحہ 157-158)

’’مسجد کے آداب ساری زندگی پر حاوی ہیں۔ان کے فلسفے سے اپنی نسلوں کو آگاہ کریں۔ مسجد سے تعلق رکھنے والی قوم دنیا کی سب سے متمدن قوم اور مہذب قوم ہوتی ہے...... آپ دنیا کی بہترین قوم ہیں۔ اور خدا کرے کہ ہمیشہ بہترین رہیں۔‘‘

(الفضل 25۔اکتوبر 1992ء)

فرمایا:۔’’مسجد کی زینت عبادت کرنے والوں سے ہوتی ہے...... آپ مسجد بنائیں اورخوب بنائیں۔ خوبصورت بھی بنائیں۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ اِن مساجد کو تقویٰ سے سجائیں...... عبادات کو سنوار کر اداکریں ...... پھر خدا کی محبت اور پیار کی نظریں آپ پر پڑیں گی۔‘‘

(الفضل 27اکتوبر 1992ء)

صحابہؓ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ سے درخواست کیا کرتے تھے کہ ہماری مسجدوں میں بھی کوئی نماز ادا کریں،دو نفل ادا کریں تاکہ ہماری مسجد کو رونق ملے اور ان کی مراد غالباً قرآن کریم کی اس آیت کی طرف اشارہ کرنا ہوتی تھی.. کہ تم لوگ ہر مسجد میں اپنی زینتیں ساتھ لے کر جایا کرو(الاعراف:23) اور یہاں زینت سے مراد تقویٰ ہے۔ پس چونکہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کو تمام کائنات میں اگلوں اور پچھلوں سے زیادہ تقویٰ نصیب ہوا۔پس صحابہؓ یہ درخواست بالکل قرآنی تعلیم کے مطابق کیا کرتے تھے۔

(خطبات طاہر جلد8ص 459-460)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیزفرماتے ہیں۔

’’...پھر زینت ظاہری کے بارہ میں اور نماز میں توجہ رکھنے کی وجہ سے وضو کا بھی حکم ہے اس سے ایک تو صفائی پیدا ہوتی ہے دوسرا ذرا آدمیActive ہو جاتا ہے۔ وضو کرنے سے اور توجہ سے نماز پڑھتا ہے۔اور خاص طور پرجمعہ کے دن تو نہا کر آنے کو پسند کیا گیا ہے تو بہر حال مقصد یہ ہے کہ ظاہری طور پر بھی صفائی کا خیال رکھو تو روح کی بھی صفائی کی طرف توجہ ہوگی اللہ تعالیٰ کی خشیت اور تقویٰ بھی دل میں پیدا ہوگا...تو مسجد کی صفائی کا بھی بہت خیال رکھنا چاہئے۔مسجد کی صفائی کے ضمن میں ایک حدیث آتی ہے۔حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:میرے سامنے میری امت کے اجر پیش کئے گئے یہاں تک کہ وہ خس وخاشاک بھی اجر کا باعث ہے جسے ایک شخص مسجد سے باہر پھینکتا ہے۔مسجد کی صفائی کے لئے اگر کوئی تنکا بھی اٹھا کر باہر پھینکتا ہے تو اس کا بھی اجر ملتا ہے...جہاں جہاں بھی جماعت احمدیہ کی مساجد ہیں اس کی صفائی کی طرف خاص طور پر توجہ دینی چاہئے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 364-365)

’’نمازوں کے دوران اپنے موبائل فون...... بند رکھیں۔ بعضوں کو عادت ہوتی ہے کہ فون لے کر نمازوں پر آ جاتے ہیں اور پھر جب گھنٹیاں بجنا شروع ہوتی ہیں توبالکل توجہ بٹ جاتی ہے نماز سے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد1ص 195)

نیز فرمایا:۔’’سب سے اہم عمارات مساجد ہیں۔مسجد کے ماحول کو بھی پھولوں، کیاریوں اور سبزے سے خوبصورت رکھنا چاہئے، خوبصورت بنانا چاہئے۔ اور اِس کے ساتھ ہی مسجد کے اندر کی صفائی کا بھی خاص اِہتمام ہونا چاہئے......صفیں اُٹھا کر صفائی کی جائے...... دیواروں پر جالے بڑی جلدی لگ جاتے ہیں، جالوں کی صفائی کی جائے۔ پنکھوں وغیرہ پر مٹی نظر آ رہی ہوتی ہے وہ صاف ہونے چاہئیں۔ غرض جب آدمی مسجد کے اندر جائے تو اِنتہائی صفائی کا اِحساس

ہونا چاہئے کہ ایسی جگہ آ گیا ہے جو دوسری جگہوں سے مختلف ہے اور منفرد ہے۔ اور جن مساجد میں قالین وغیرہ بچھے ہوئے ہیں وہاں بھی صفائی کا خیال رکھنا چاہئے۔ لمبا عرصہ اگر صفائی نہ کریں تو قالین میں بو آنے لگ جاتی ہے، مٹی چلی جاتی ہے۔ خاص طور پر جمعے کے دن تو بہرحال صفائی ہونی چاہئے۔ اور پھر حدیثوں میں آیا ہے کہ دُھونی وغیرہ دے کر ہوا کو بھی صاف رکھنا چاہئے۔“

(خطبات مسرور جلد2ص 272)

فرمایا:”اتنے چھوٹے بچوں کو مساجد میں نہیں لانا چاہئے جس کی بالکل ہوش کی عمر نہ ہو اور ان کے رونے سے دوسرے نمازیوں کی عبادت میں خَلَل واقع ہوتا ہو۔“

(خطبات مسرور جلد اول صفحہ 365)

نیز فرمایا:”نماز کے دوران بعض اوقات بچے رونے لگ جاتے ہیں جس سے بعض لوگوں کی نماز میں بہرحال توجہ بٹتی ہے،خراب ہوتی ہے۔جو نماز کا تعلق تھا وہ جاتا رہتاہے۔تو اس صورت میں والدین کو چاہئے اگر والد کے پاس بچہ ہے یا والدہ کے پاس بچہ ہے کہ وہ اس کو باہر لے جائیں۔ یہ بہترہے کہ اس اکیلے کی نماز خراب ہو،بجائے اس کے کہ پورے ماحول میں بچے کے شور کی وجہ سے رونے کی وجہ سے نمازیوں کی نماز خراب ہو رہی ہو۔ نیز اگر چھوٹی عمر کے بچے ہیں تو مائیں جو ہیں اگر یا باپوں کے پاس ہے تو باپ،پہلی صفوں میں بیٹھنے کی کوشش نہ کریں۔بلکہ پیچھے جا کر بیٹھیں تاکہ اگر ضرورت پڑے تو نکلنا بھی آسان ہو۔“

(خطبات مسرور جلد اول صفحہ 194)

”بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جب امام خطبہ دے رہا ہو تو بات کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔بعض لوگ اپنے بچوں کو خطبے کے دوران منہ سے بول کر روک ٹوک کر رہے ہوتے ہیں....اگر کبھی ساتھ بیٹھے ہوئے بچے کو یا کسی دوسرے شخص کوخاموش کروانا پڑے تو اشارہ سے سمجھانا چاہئے،منہ سے کبھی نہیں بولنا چاہئے۔“

(خطبات مسرور جلد اول صفحہ:489)

”ایک مومن اپنے ایمان میں مضبوطی کے لئے ہدایت کے راستے پر چلنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس دنیا اور آخرت کی جنت کے پھل کھانے کے لئے مسجد میں جاتا ہے۔ پس یہی مسجدوں کا مقصد ہے اور اسی مقصد کے لئے مسجدیں بنائی جاتی ہیں دنیاداری تو مسجدوں کے پاس سے بھی نہیں گزرنی چاہئے۔بلکہ ایک روایت میں آتا ہے کہ کسی گمشدہ چیز کا مسجد میں اعلان کرنا بھی منع ہے، اس میں بھی بددعا دی گئی ہے۔ تو جب یہاں تک حکم ہو تو پھر مسجد میں تو دنیاداری کی باتوں کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔“

(خطبات مسرور جلد3ص 31)

فرمایا:”مسجد کے کچھ آداب ہیں جسے ہر مسجد میں آنے والے کو یاد رکھناچاہئے۔ نماز باجماعت جب کھڑی ہوتی ہے تو آداب میں سے ایک بنیادی چیز صفوں کو سیدھا رکھنا ہے اور اس کو آنحضرتﷺ نے بڑی اہمیت دی ہے۔“ (خطبات مسرور جلد5ص 149)

نیزفرمایا:”اتنے چھوٹے بچوں کو مسجد میں نہیں لانا چاہئے جس کی بالکل ہوش کی عمر نہ ہو اور ان کے رونے سے دوسرے نمازیوں کی عبادت میں خلل واقع ہوتاہو۔“

(خطبات مسرور جلد 1ص 365)

فرمایا:”پس مسجد کا تو وہ مقام ہے جہاں تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے....اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے کے لئے اس کے آگے جھکنے کے لئے آیا جاتا ہے۔ مسجد کا لفظ سَجَدَ سے نکلا ہے۔ جس کا مطلب ہے عاجزی انکساری اور فرمانبرداری کی انتہا۔پس مسجد تو یہ اعلیٰ اخلاق پیدا کرنے والی جگہ ہے۔“

(خطبات مسرور جلد7ص 586)

فقہ کیا کہتا ہے؟

مرحوم کی طرف سے صدقہ دینا

میت کی طرف سے اسے ثواب پہنچانے کی خاطر اگر صدقہ کیا جائے تو یہ جائز ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:۔

ایک شخص نے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیاکہ میری ماں کی جان اچانک نکل گئی ہے اورمجھے یقین ہے کہ اگر وہ بولتی تو ضرور صدقہ کرتی۔اب اگر میں اپنی ماں کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کا ثواب اسے ملے گا ؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:ہاں ۔

(بخاری کتاب الجنائز باب موت الفجاۃ البغتۃ)

حضرت حنش رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

حضرت علیؓ عید الاضحیہ کے موقع پر دو دنبے قربان کیا کرتے تھے۔ ایک آنحضرت ﷺ کی طرف سے اور دوسرا اپنی طرف سے ۔ ان سے اس بارہ میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے ایسا کرنے کی تاکید فرمائی تھی اس لیے میں اس کام کو کبھی نہیں چھوڑوں گا ۔

(سنن الترمذی کتاب الاضاحی باب فی الاضحیۃ بکبشین ،ابو داؤد کتاب الضحایا باب الاضحیۃ عن المیت)

ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ وفات یافتہ بزرگوں کی طرف سے صدقہ یا قربانی کرنے کا ثواب اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے ۔ جو شخص ایصال ثواب کی غرض سے مرحومین کی طرف سے صدقہ یا قربانی کرتا ہے تو خداتعالیٰ اس کو قبول فرماتے ہوئے اس کا ثواب ان کو پہنچادے گابغیر اس کے کہ صدقہ کرنے والے کے اجر میں سے کچھ کم ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سوال ہوا کہ دیہات میں دستور ہے شادی غمی کے موقعہ پر ایک قسم کا خرچ کرتے ہیں۔کوئی چوہدری مر جاوے تو تمام مسجدوں، دواروں و دیگر کمینوں کو بحصہ رسدی کچھ دیتے ہیں اس کی نسبت حضور کا کیا ارشاد ہے۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایاکہ

”طعام جو کھلایا جاوے۔اس کا مردہ کو ثواب پہنچ جاتا ہے۔ گو ایسا مفید نہیں جیسا کہ وہ اپنی زندگی میں خود کر جاتا۔“

عرض کیا گیا۔حضور وہ خرچ وغیرہ کمینوں میں بطور حق الخدمت تقسیم ہوتا ہے۔

فرمایا:”تو پھرکچھ حرج نہیں۔ یہ ایک علیحدہ بات ہے۔ کسی کی خدمت کا حق تو دے دینا چاہئے۔“

عرض کیا گیا:”اس میں فخر و ریاء تو ضرور ہوتا ہے۔ یعنی دینے والے کے دل میں یہ ہوتا ہے کہ مجھے کوئی بڑا آدمی کہے۔“

فرمایا:”بہ نیت ایصال ثواب تو پہلے ہی وہ خرچ نہیں، حق الخدمت ہے۔ بعض ریاء شرعاً بھی جائز ہیں۔ مثلاً چندہ وغیرہ نماز باجماعت ادا کرنے کا جو حکم ہے تو اسی لئے کہ دوسروں کو ترغیب ہو۔ غرض اظہار و اخفاء کے لئے موقع ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ شریعت سب رسوم کو منع نہیں کرتی۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر ریل پر چڑھنا تار و ڈاک کے ذریعہ خبر منگوانا سب بدعت ہو جاتے۔“

(بدر17جنوری1907ء صفحہ 4)

ایک شخص کا تحریری سوال پیش ہوا کہ محرم کے دنوں میں امامین کی روح کو ثواب دینے کے واسطے روٹیاں وغیرہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

”عام طور پر یہ بات ہے کہ طعام کا ثواب میّت کو پہنچتا ہے لیکن اس کے ساتھ شرک کی رسومات نہیں چاہئیں۔ رافضیوں کی طرح رسومات کا کرنا جائز نہیں۔“

(الحکم 17 مئی 1901ء صفحہ 12)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں سوال پیش ہوا کہ کیا میّت کو صدقہ خیرات اور قرآن شریف کا پڑھنا پہنچ سکتاہے؟

جواباً فرمایا:”میّت کو صدقہ خیرات جو اس کی خاطر دیا جائے پہنچ جاتا ہے لیکن قرآن شریف پڑھ کر پہنچانا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے ثابت نہیں ہے۔ اس کی بجائے دعا کی جائے جو میّت کے حق میں کرنی چاہئے۔ میّت کے حق میں صدقہ خیرات اور دعا کا کرنا ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی کی سنت سے ثابت ہے لیکن صدقہ بھی وہ بہتر ہے جو انسان اپنے ہاتھ سے دے جائے کیونکہ اس کے ذریعہ سے انسان اپنے ایمان پر مہر لگا دیتاہے۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 1)

حضور علیہ السلام سے ایک شخص نے سوال کیا کہ میّت کے ساتھ جو لوگ روٹیاں پکا کر یا اور کوئی شے لے کر باہر قبرستان میں لے جاتے ہیں اور میّت کو دفن کرنے کے بعد مساکین میں تقسیم کرتے ہیں اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

فرمایا:۔” سب باتیں نیت پر موقوف ہیں۔ اگر یہ نیت ہو کہ اس جگہ مساکین جمع ہو جایا کرتے ہیں اور مردے کو صدقہ پہنچ سکتا ہے۔ اِدھر وہ دفن ہو اُدھر مساکین کو صدقہ دے دیا جاوے تا کہ اس کے حق میں مفید ہو اور وہ بخشا جاوے تو یہ ایک عمدہ بات ہے ۔ لیکن اگر صرف رسم کے طور پر یہ کام کیا جاوے تو یہ جائز نہیں ہے۔کیونکہ اس کا ثواب نہ مردے کے لئے اور نہ دینے والوں کے واسطے اس میں کچھ فائدے کی بات ہے۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ6،بدر16 فروری1906ء صفحہ 2)

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

”ہماری جماعت کے بعض لوگوں کو غلطی لگی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ مردہ کو کوئی ثواب وغیرہ نہیں پہنچتا۔ وہ جھوٹے ہیں۔ ان کو غلطی لگی ہے۔ میرے نزدیک دعا ’استغفار ’صدقہ ’ خیرات بلکہ حج، زکوٰۃ، روزے، یہ سب کچھ پہنچتا ہے۔ میرا یہی عقیدہ ہے اور بڑا مضبوط عقیدہ ہے۔

ایک صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میری ماں کی جان اچانک نکل گئی ہے۔ اگر وہ بولتی تو ضرور صدقہ کرتی۔ اب اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اسے ثواب ملے گا؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں۔ تو اس نے ایک باغ جو اس کے پاس تھا صدقہ کر دی۔“

(الفضل 3 دسمبر 1913ء صفحہ 15)

ندیم احمد فرخ

”پردہ“احمدی عورت کی شان

نمازوں کی عادت،پردہ کی پابندی،اولاد کی تربیت اور فیشن سے بچنا، ان پہلوؤں کا جائزہ لیں اور عمل کریں

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نبی کریم ﷺ کو اس بات کا حکم دیا کہ وہ پردہ کی تعلیم تمام عورتوں تک پہنچا دیں اور اس حکم کے ساتھ ساتھ خدا تعالیٰ نے پردے کو مسلمان عورتوں کی پہچان قرار دیا ہے چنانچہ خداتعالیٰ فرماتا ہے۔

(ترجمہ)اے نبی! تو اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی چادروں کو اپنے اُوپر جُھکا دیا کریں۔ یہ اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچانی نہ جائیں اور انہیں تکلیف نہ دی جائے اور اللہ بہت بخشنے والا(اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ (الاحزاب:60)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

”اس آیت میں پردے کا جو حکم دیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پردے کے ذریعہ غیر مسلم عورتوں کے بالمقابل مسلمان عورتوں کی ایک پہچان رکھی گئی ہے۔ ورنہ یہود کہہ سکتے تھے کہ ہمیں معلوم نہیں تھا کہ یہ مسلمان عورت ہے اس لئے ہم نے اسے چھیڑا۔“

(ترجمۃالقرآن از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 741)

پھر خدا تعالیٰ سورۃالنور میں نبی کریم ﷺ سے مخاطب ہوتے ہوئے مزید فرماتا ہے۔(ترجمہ)اورمومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کے کہ جواس میں سے از خود ر ظاہر ہو اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈال لیا کریں اور اپنی زینتیں ظاہر نہ کیا کریں مگر اپنے خاوندوں کے لئے یا اپنے باپوں یااپنے خاوندوں کے باپوں یا اپنے بیٹوں کے لئے یا اپنے خاوندں کے بیٹوں کے لئے یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں کے لئے یا اپنی بہنوں کے بیٹوں یا اپنی عورتوں یا اپنے زیرنگیں مردوں کے لئے یا مردوں میں ایسے خادموں کے لئے جو کوئی (جنسی)حاجت نہیں رکھتے یا ایسے بچوں کے لئے جو عورتوں کی پردہ دار جگہوں سے بے خبر ہیں اور وہ اپنے پاؤں اس طرح نہ ماریں کہ (لوگوں پر)وہ ظاہر کر دیا جائے جو (عورتیں عموماً) اپنی زینت میں سے چھپاتی ہیں اور اے مومنوں! تم سب کے سب توبہ کرتے ہوئے اللہ کی طرف جھکو تا تم کامیاب ہو جاؤ۔ (النور:32)

نبی کریمﷺ نے اپنے اس کام کو خوب انجام دیا ہے اور آپﷺ نے یہ پیغام پہنچا بھی دیا اور اپنے اقوال وافعال سے پردے کے حکم کی پورے طور پر وضاحت بھی کر دی ۔ذیل میں اس حوالہ سے چند ایک احادیث درج ہیں

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

حد سے بڑھی ہوئی بے حیائی انسان کو بد نما بنا دیتی ہے اور شرم و حیا انسان کو خوشنما و خوبصورت اور با وقار بنا دیتی ہے۔

(ترمذی ابواب البر والصلۃ)

امّ المومنین حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں میں اور حضرت میمونہؓ آنحضرتؐ کے پاس تھے ۔ایک نابینا صحابی ابن ام مکتومؓ حاضر ہوئے۔ حضور نے ہم دونوں کو ان سے پردہ کرنے کا حکم فرمایا۔ میں نے عرض کی کیا وہ نابینا نہیں جو ہمیں دیکھ ہی نہیں سکتا؟ حضورؐ نے فرمایا ”کیا تم دونوں بھی نابینا ہو کہ اس کو دیکھ نہیں سکتیں۔“

(مشکوۃ المصابیح کتاب ا لنکاح باب النظر الی المخطوبۃ و بیان العورات)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتﷺ نےفرمایا۔ دوزخیوں کے دوگروہ ایسے ہیں کہ ان جیسا میں نے کسی گروہ کو نہیں دیکھا ۔ ایک وہ جن کے پاس بیل کی دموں کی طرح کوڑے ہوتے ہیں جن سے وہ لوگوں کو مارتے پھرتے ہیں اور دوسرے وہ عورتیں جو کپڑے تو پہنتی ہیں مگر حقیقت میں وہ ننگی ہوتی ہیں۔ ناز سے لچکیلی چال چلتی ہیں لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے جتن کرتی پھرتی ہیں ۔ بختی اونٹوں کی کوہانوں کی طرح اُن کے سر ہوتے ہیں ان میں سے کوئی جنت میں داخل نہیں ہوگی اور اس کی خوشبو تک نہ پائے گی ۔حالانکہ اس کی خوشبو دُور کے فاصلے سے بھی آسکتی ہے۔ (مسلم کتاب اللباس)

اور یہی تعلیم اِس زمانے کے حصنِ حصین حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی موعودؑ نے دی ہے جو در حقیقت قرآن کریم اور نبی کریم ﷺ کی ہی تعلیم ہے۔

حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں۔

”یورپ کی طرح بے پردگی پر بھی لوگ زور دے رہے ہیں لیکن یہ ہرگز مناسب نہیں۔ یہی عورتوں کی آزادی فسق و فجور کی جڑ ہے ۔ جن ممالک نے اس قسم کی آزادی کو روا رکھاہے۔ ذرا اُن کی اخلاقی حالت کا اندازہ کرو۔ اگر اس کی آزادی اور بے پردگی سے ان کی عفت اور پاکدامنی بڑھ گئی ہے تو ہم مان لیں گے کہ ہم غلطی پر ہیں لیکن یہ بات بہت ہی صاف ہے کہ جب مرد اور عورت جوان ہوں اور آزادی اور بے پردگی بھی ہو تو ان کے تعلقات کس قدر خطرناک ہوں گے۔ بد نظر ڈالنی اور نفس کے جذبات سے اکثر مغلوب ہو جانا انسان کا خاصہ ہے پھر جس حالت میں کے پردہ میں بے اعتدالیاں ہوتی ہیں اور فسق و فجور کے مرتکب ہو جاتے ہیں تو آزادی میں کیا کچھ نہ ہو گا۔“

(ملفوظات جلد4 صفحہ104)

پھر حضرت مسیح موعودؑ اپنی شہرہ آفاق کتاب ”اسلامی اصول کی فلاسفی“میں فرماتے ہیں۔

”خدا تعالیٰ نے عفت کے حاصل کرنے کے لئے صرف اعلیٰ تعلیم ہی نہیں فرمائی بلکہ انسان کو پاک دامن رہنے کے لئے پانچ علاج بھی بتا دیئے ہیں۔ یعنی یہ کہ اپنی آنکھوں کو نامحرم پر نظر ڈالنے سے بچانا۔ کانوں کو نا محرم کی آواز سننے سے بچانا ۔ نامحرموں کے قصّے نہ سننا اور ایسی تمام تقریروں سے جن میں اس بد فعل کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو اپنے تئیں بچانا۔ اگر نکاح نہ ہو تو روزہ رکھنا وغیرہ۔ اس جگہ ہم بڑے دعویٰ کے ساتھ کہتے ہیں کے یہ اعلی تعلیم ان سب تدبیروں کے ساتھ جو قرآن شریف نے بیان فرمائی ہیں صرف اسلام کا ہی خاصہ ہے۔“

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد10 صفحہ343)

پھر فرمایا۔

”اسلامی پردہ کی یہی فلاسفی اور یہی ہدایت شرعی ہے ۔ خدا کی کتاب میں پردہ سے یہ مراد نہیں کہ عورتوں کو فقط قیدیوں کی طرح حراست میں رکھا جائے ۔ یہ ان نادانوں کا خیال ہے جن کو اسلامی طریقوں کی خبر نہیں۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ عورت اور مرد دونوں کوآزاد نظر اندازی اور اپنی زینتوں کے دکھانے سے روکا جائے ۔ کیونکہ اس میں مرد وعورت دونوں کی بھلائی ہے“

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد10 صفحہ344)

اسلام کی یہ خوبصورت تعلیم جو کہ پردہ کے متعلق ہے قرآن کریم ، احادیث رسول کریم ﷺ اور پھر حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہے اسی تعلیم کو خلفائے احمدیت نے اپنے دَور میں خوب وضاحتوں کے ساتھ آگے پہنچایا ہے۔حضرت خلیفۃالمسیح الاولؓ فرماتے ہیں۔

”گھونگٹ کا پردہ بہ نسبت اس پردہ کے جو آج کل ہمارے ملک مین رائج ہے ،سے زیادہ محفوظ تھا ... بہر حال ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے کہ وہ دینی احکام پر عمل کرے(چہرے کا پردہ کرے) اور اگر کہیں اس عمل میں کمزوری پائے جاتی ہے تو اُسے دُور کرے۔“ (الفضل 5اپریل1960ء)

آپؓ فرماتے ہیں۔

”اگر کسی حسین پر پہلی نظر پڑ جائے تو تم دوبارہ اس پر ہرگز نظر نہ ڈالوں اس سے تمہارے قلب میں ایک نور پیدا ہو گا۔“

(حقائق الفرقان جلد3 صفحہ213)

حضرت مصلح موعودؓ پردہ کے متعلق فرماتے ہیں۔

”شرعی پردہ جو قرآن کریم سے ثابت ہے یہ ہے کہ عورت کے بال گردن اور چہرہ کانوں کے آگے تک ڈھکا ہوا ہو۔ اس حکم کی تعمیل میں مختلف ممالک میں اپنے حالات اور لباس کے مطابق پردہ کیا جا سکتاہے۔“ (الفضل 8نومبر1924)

پھر فرمایا ۔

”وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اسلام میں منہ چھپانے کا حکم نہیں ان سے ہم پوچھتے ہیں کہ قرآن کریم تو کہتا ہے کہ زینت چھپاؤ اور سب سے زیادہ زینت کی چیز چہرہ ہی ہے۔ اگر چہرہ چھپانے کا حکم نہیں تو پھر زینت کیا چیز ہے جس کو چھپانے کا حکم دیا گیا ہے۔“

(تفسیر کبیر جلد6 صفحہ301)

پھر فرمایا۔

”جو چیز منع ہے وہ یہ ہے کہ عورت کُھلے منہ نہ پھرے اور مردوں سے اختلاط نہ کرے۔ ہاں اگر وہ گھونگٹ نکال لے اور آنکھوں سے راستہ دیکھے تو یہ جائز ہے لیکن منہ سے کپڑا اٹھا دینایا مکسڈ(Mixed) پارٹیوں میں جانا جبکہ اِدھر بھی مرد بیٹھے ہوں اور اُدھر بھی مرد بیٹھے ہوں اور ان کا مردوں سے بے تکلفی کے ساتھ غیر ضروری باتیں کرنا یہ ناجائز ہے“

(تفسیر کبیر جلد 6صفحہ304)

ایک اور موقع پر فرمایا۔

” پردہ چھوڑنے والا قرآن کی ہتک کرتا ہے ایسے انسان سے ہماراکیا تعلق۔ وہ ہمارا دشمن ہے اور ہم اس کے دشمن اور ہماری جماعت کے مردوں اور عورتوں کا فرض ہے کہ وہ ایسے احمدی مردوں اور ایسی احمدی عورتوں سے تعلق نہ رکھیں“

(الفضل27 جون1958)

حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ پردہ کے متعلق فرماتے ہیں۔

”پردہ کا حکم عورتوں کو بُرے لوگوں کے شر سے بچانے کے لئے دیا گیا ہے۔ اس کا مقصد ان کے لئے تنگی نہیں بلکہ آسانی پیداکرنا ہے۔ قرآن تو عورتوں کو دوسروں کے شر سے بچانا چاہتا ہے۔“ (دورہ مغرب 1980صفحہ51)

ایک اور موقع پر فرمایا ۔

”قرآن نے پردہ کا حکم دیا ہے انہیں (احمدی مستورات کو)بہر حال پردہ کرنا پڑے گا یا وہ جماعت چھوڑ دیں کیونکہ ہماری جماعت کا موقف ہے کہ قرآن کریم کے کسی حکم سے تمسخر نہیں کرنے دیا جائے گا نہ زبان سے نہ عمل سے۔ اسی پر دُنیا کی ہدایت اور حفاظت کا انحصار ہے۔“ (الفضل 25نومبر1978)

ایک اور موقع پر فرمایا۔

”میں ایسی خواتین سے جو پردہ کو ضروری نہیں سمجھتیں پوچھتا ہوں کہ انہوں نے پردہ کو ترک کر کے اسلام کی کیا خدمت کی... آج بعض یہ کہتی ہیں پردہ نہ کرنے کی اجازت دی جائے...پھر کہیں گی ننگ دھڑنگ سمندر میں نہانے اور ریت پر لیٹنے کی اجازت

دی جائے۔ میں کہوں گا پھر تمہیں دوزخ میں جانے کے لئے بھی تیار رہنا چاہئے...وہ اپنے آپ کو ٹھیک کر لیں قبل اس کے کہ خدا کا قہر نازل ہو۔" (دورہ مغرب1980ءصفحہ 238)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں۔

"میں نے یہ محسوس کیا ہے اور بڑی شدت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ تحریک ڈالی ہے کہ احمدی مستورات بے پردگی کے خلاف جہاد کا اعلان کریں۔کیونکہ اگر آپ نے بھی یہ میدان چھوڑ دیا تو پھر دنیا میں اور کون سی عورتیں ہوں گی جو اسلامی اقدار کی حفاظت کے لئے آگے آئیں گی۔"

(الفضل28 فروری 1983ء)

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی بار بار اپنے خطبات و خطابات میں پردہ کی اہمیت ہم پر واضح فرمائی ہے ۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"مکس گیدرنگ(Mix Gathrering) میں میں نے کھانے کی اجازت نہیں دی۔ کھانے پینے کے علاوہ اگر پورے پردے میں ہوں تو پھر صرف بیٹھنے کی اجازت ہے۔کھانے پینے کی ہرگز نہیں ۔کھانے کے وقت پردہ میں سکرین میں جا کے پردہ میں کھانا کھائیں۔ اس اعتراض سے ڈر کر ہم نے اسلامی تعلیم کا حکم ختم نہیں کر دینا۔سوال یہ نہیں کوئی دیکھتا ہے یا نہیں۔ سوال یہ ہے کہ حجاب ختم ہو جاتا ہے۔ مکس(Mix) ہونے کی جو روک ہے وہ ختم ہو جاتی ہے ۔ جب یہ روک ختم ہو جاتی ہے تو پھر دوستیاں ہو جاتی ہیں اور خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں ۔"

(دورہ جرمنی 2009ء لجنہ اماء اللہ کو ہدایات۔ الفضل انٹرنیشنل 29جنوری 2009ء)

فرمایا۔

"بعض جگہوں پر ہمارے ہاں شادیوں وغیرہ پر لڑکوں کو کھانا سرو(Serve) کرنے کو بلایا جاتا ہے ... اور کہا جاتا ہے چھوٹی عمر والے ہیں حالانکہ چھوٹی عمر والے جن کو کہا جاتا ہے وہ بھی کم از کم 17 ، 18 سال کی عمر کے ہوتے ہیں۔بہر حال بلوغت کی عمر کو ضرور پہنچ گئے ہوتے ہیں ۔ وہاں شادیوں پر جوان بچیاں پھر رہی ہوتی ہیں اور پھر پتہ نہیں جو بلائے جاتے ہیں کس قماش کے ہیں ... پاکستان میں تو میں نے دیکھا ہے کہ عموماً یہ لڑکے تسلی بخش نہیں ہوتے...عورتوں کے حصے میں ... عورتوں کا انتظام ہونا چاہیے"

(خطبہ جمعہ 30جنوری2004ء۔خطبات مسرور جلد2 صفحہ 87)

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ ربوہ کو ایک خط میں بعض ہدایات دیتے ہوئے فرمایا۔

"برقعوں میں بھی حد سے زیادہ فیشن کو بھی ختم کریں۔ہر اجلاس میں احمدی بچی کا مقام اس کو بتائیں۔ مجھے زیادہ بڑے بڑے کام نہیں چاہئیں ۔ ان باتوں پر دھیان دیں ۔ نمازوں کی عادت،پردہ کی پابندی،اولاد کی تربیت اور فیشن کی اندھا دھند تقلید سے بچنا۔ ان تمام پہلوؤں کے حوالے سے جائزہ لیں۔آپ کے پاس کوائف ہونے چاہئیں۔" (روزنامہ الفضل 12مارچ2005ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"پردہ ایک اسلامی حکم بھی ہے اور ایک احمدی عورت اور نو جوان لڑکی کی شان بھی ہے اوراس کا تقدس بھی ہے اور کیونکہ احمدی عورت کا تقدس بھی اسی سے قائم ہے اس کو قائم رکھنا ضروری ہے۔"

(خطاب بر موقع اجتماع لجنہ اماء اللہ یو۔کے 19نومبر2006ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن کریم و حدیث اور حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء کے ارشادات کے مطابق پردے کا خصوصی اہتمام کرنے اور کروانے کی توفیق عطافرمائے کیونکہ اسی سے ہماری دنیا و آخرت کی بھلائی وابستہ ہے۔

ڈاکٹر محمد جلال شمس۔لندن

اُستاذی المکرم ۔ سیّد میر داؤد احمد کی شفقتیں

اس میں شک نہیں کہ جامعہ احمدیہ ربوہ کے تمام اساتذہ کرام ہی بے حد شفیق، مہربان اور طلباء کے ہمدرد تھے۔لیکن استاذی المکرم محترم سیّد میرداؤد احمد کا انداز شفقت سب سے نرالا اور جدا تھا۔ جس میں طلباء کے ساتھ شفقت کے ساتھ ساتھ ان کی تربیت بھی نظر انداز نہیں ہوتی تھی۔گویا ان کی ذات شفقت اور تربیت کا ایک حسین امتزاج تھی۔ چند واقعات پیش خدمت ہیں:۔

خاکسار کی رہائش دارالرحمت شرقی (ب) میں تھی اور میں زعیم خدام الاحمدیہ تھا۔ ہمارے ایک دوست کے والد صاحب وفات پاگئے اور ان کا جنازہ ربوہ لایا گیا۔ مرحوم کے بچے ربوہ میں ہی رہائش پذیر تھے اور ہمارے محلہ دار تھے۔مرحوم کے بڑے بیٹے کے ساتھ میرے دوستانہ تعلقات تھے۔میں جنازہ کے انتظامات میں اتنا مصروف ہوگیا کہ جامعہ نہ جا سکا۔اگلے روز میں جامعہ گیا تو محترم میر داؤد احمدنے مجھے طلب فرمایا اور پوچھا کہ تم کل جامعہ کیوں نہیں آئے؟میں نے بتایا کہ میں ایک دوست کے والد کے جنازہ کے انتظامات کی وجہ سے جامعہ نہیں آسکا۔ تو میر صاحب نے پوچھا کہ کیا جنازہ میں شرکت فرض کفا یہ تھی یا فرض عین؟ میں نے عرض کیا کہ فرضِ کفا یہ تھی ۔اس کے بعد دریافت فرمایا کہ جامعہ کی پڑھائی تمہارے لئے فرضِ عین ہے یا فرض کفا یہ ہے؟ میں نے عرض کیا کہ بلاشبہ جامعہ کی پڑھائی میرے لئے فرض عین ہے۔اس پر میر صاحب نے فرمایا کہ تم نے ایک فرض کفا یہ کو ترجیح دی اور فرض عین کو ترک کردیا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟میرے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں تھا۔

میر صاحب نے مجھے پچاس روپے جرمانہ کی سزا دی اور حکم دیا کہ یہ جرمانہ دس روپے ماہوار کے حساب سے میرے الاؤنس میں سے منہا کرلیا جایا کرے۔ مجھے یہ جرمانہ شاق گزرا۔ مگر میں خاموش رہا اور جرمانہ ہر ماہ میرے الاؤنس میں سے منہا ہوتا رہا اور پانچ ماہ میں اس کی ادائیگی مکمل ہوئی۔ اگلے ماہ جب میں الاؤنس لینے گیا تو اکاؤنٹنٹ صاحب نے مجھے صرف اتنا کہا کہ پرنسپل صاحب کے حکم سے یہ رقم ادا کی گئی ہے۔ اُس سے اگلے ماہ بھی ایسا ہی ہوا اور پانچ ماہ تک ہر ماہ مجھے دس روپیہ کی رقم الاؤنس سے زائد کی جاتی رہی۔ اس سے مجھے پتہ لگا کہ میر صاحب نے ایک طرف تو مجھے جرمانہ کیا اور توبہ کی طرف توجہ دلائی اور دوسری طرف وہ ساری رقم مجھے واپس بھی کردی۔ یہ تھا ان کی شفقت و تربیت کا انداز، جس کی مثال ملنا نا ممکن نہیں بھی تو مشکل ضرور ہے۔

ایک دفعہ میری والدہ بیمار ہوگئیں۔ان دنوں ہماری رہائش محلہ دارالعلوم غربی میں تھی۔ایک دن عصر کے قریب دروازہ پر دستک ہوئی۔ میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ میر صاحب سائیکل پرسوار تشریف لائے ہیں۔آپ نے ہارلکس (Horlicks) کا ایک بہت بڑا ڈبہ (قریباً پانچ کلو کا) مجھے دیتے ہوئے فرمایا کہ اپنی والدہ کو دے دینا۔ اس کے استعمال سے انشاء اللہ ان کی جسمانی طاقت بحال ہوجائے گی۔

میر صاحب کا طریق تھا کہ آپ ہر رمضان المبارک میں مشروط اعتکاف کیا کرتے تھے۔ آپ مسجد مبارک سے سیدھے جامعہ احمدیہ اور وہاں سے سیدھے مسجد مبارک واپس آتے اور اعتکاف شروع کرتے۔ ایک دفعہ آپ اعتکاف میں تھے۔میں نے ایک خط لکھا اور آپ کی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔اگلے دن مکرم عبد الرزاق پی ٹی آئی جامعہ احمدیہ نے ایک لفافہ مجھے دیا۔میں نے اُسے کھولا تو اُس میں ایک کاغذ کے اندر پچاس روپے کے نوٹ تھے۔ پی ٹی آئی صاحب نے بتایا کہ یہ لفافہ میر صاحب نے دیا تھا کہ میں آپ کو دے دوں۔ میں نے جلد بازی میں زیادہ تحقیق کئے بغیر اُسی کاغذ کے اوپر جس کے اندر وہ نوٹ تھے یہ لکھا کہ مجھے ان کی ضرورت نہیں۔اگلے دن پی ٹی صاحب نے دوبارہ مجھے لفافہ لا کر دیا ۔میں نے کھولا تو میر صاحب نے میری تحریر کے نیچے خط کھینچ کر لکھا ہوا تھا کہ میں جن کو اپنا عزیز سمجھتا ہوں ان کو عیدی دیتا ہوں اور میرے بزرگ بھی مجھے اسی طرح آج تک عیدی دیتے چلے آئے ہیں۔ یہ تحریر پڑھ کر مجھے سخت شرمندگی ہوئی اور میں نے ایک خط میر صاحب کو لکھ کر شر مساری کا اظہار کیا اور لکھا کہ آپ مجھے وہ عیدی کی رقم واپس دے دیں لیکن اس کا کوئی جواب نہیں آیا۔

کئی سال گزر گئے۔ ایک دفعہ میں نے گرمیوں کی چھٹیوں میں سندھ جانا تھا۔ میں نے ایک درخواست میر صاحب کے نام لکھی اور کچھ رقم طلب کی لیکن معین نہیں لکھا کہ اتنی رقم مجھے دے دیں۔ بس میر صاحب کی صوابدید پر چھوڑ دیا کہ جتنی رقم مناسب سمجھتے ہیں مجھے پیشگی (Advance) دے دیں۔میں قسط وار واپس ادا کردوں گا۔ میرصاحب نے مجھے اپنے دفتر بلایا۔ میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا کہ معین بتاؤ کتنی رقم تمہیں چاہئے؟ میں نے عرض کی کہ آپ خود حساب لگا لیں۔لیکن آپ نے فرمایا کہ نہیں تم بتاؤ۔ بالآخر میں نے کہا کہ 40روپے کافی ہوں گے۔ آپ نے فوراً اپنی جیب سے اپنا بٹوا نکالا اور اُس میں سے40 روپے کے نوٹ نکال کر میرے سامنے رکھ دئے۔میں نے وہ رقم لے لی اور ساتھ ہی کہا میں ایک دفعہ قبل ازیں غلطی کر چکا ہوں۔اب وہ غلطی نہیں دُہراؤں گا۔ میر صاحب نے فرمایا مجھے وہ واقعہ خوب یاد ہے۔ لیکن مجھے تمہارے ردّ عمل پر یہ دیکھ کر خوشی ہوئی تھی کہ تمہاری طبیعت میں خودداری ہےاور لالچ نہیں ہے۔میر صاحب کی اہلیہ حضرت بی بی امۃ الباسط بنت حضرت مصلح موعودؓ اُس تعلق کو جانتی تھیں جو میرے مرحوم استاد اور عاجز کے درمیان تھا۔اسی کی بناء پر آپ نے مادرانہ شفقت کا مظاہرہ فرماتے ہوئے اِس عاجز کو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی پوشاک مبارک کا ایک ٹکڑا عنایت بھی فرمایا تھا۔مولا کریم ان دونوں بزرگوں پر رحمتوں کی بارش برساتا رہے اور ہمیں اُن کی نیک عادات و اطوار اور ان کی دعاؤں کا وارث بنادے۔ اللّٰھم آمین۔

DAILY ALFAZL LONDON
(Online Edition)
ANDROID APP ON Google Play
web: www.alfazlonline.org Twitter: @alfazlonline
Email: info@alfazlonline.org WhatsApp No. 00447493785065 00447951614020
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء ان میں سے ایک پر بھجوائیں

السلام علیکم کو رواج دیں

ہمارا مذہب جہاں ہمیں جسمانی اور مالی عبادات بجا لانے کا حکم دیتا ہے وہاں زبانی عبادت بجا لانے کو بھی بہت بھاری نیکی قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ نیک بات کہنا بھی صدقہ ہے۔ سلام کے معنی امن سلامتی اور رحمت وبرکت کے ہیں ۔ یہ وہ عظیم الشان دعا اور تحفہ ہے اللہ تعالیٰ نے جس کا نام ’’السلام‘‘ رکھا ہے جو تمام دنیا کو امن دینے والا اور سلامتیوں کا سرچشمہ ہے۔ حضرت محمد ﷺ کو عطا کیا اور پھر محسن انسانیت حضرت محمد ﷺ نے اپنی اُمت کو اس قول خیر کو پھیلانے کا حکم دیا تاکہ معاشرے کی فضا سلامتی کی دعاؤں سے بھر جائے۔

دوسروں کے گھروں میں داخل ہونے سے پہلے السلام علیکم کہہ کر اجازت لینی چاہئے ۔ گھر والوں کی طرف سے اگر ایک دفعہ السلام علیکم کا جواب نہ ملے تو وقفہ وقفہ کے بعد تین دفعہ السلام علیکم کہنا چاہئے ۔ حضرت رسول کریم ﷺ کی یہ عادت تھی کہ آپؐ جب کسی قوم کے پاس تشریف لاتے تو تین بار سلام کہتے۔ (بخاری) اپنے گھروں میں داخل ہوتے وقت بھی گھر والوں کو سلام کہنا چاہئے ۔ کیونکہ سلام کرنے والے پر اور سلام کئے جانے والوں پر خدا تعالیٰ برکتیں نازل کرتا ہے ۔ سلام کے لفظ میں کیونکہ خداتعالیٰ کی طرف سے سلامتی کا وعدہ ہے اس لیے اگر گھر میں کوئی شخص موجود نہ بھی ہو تو اپنے گھروں میں داخل ہوتے وقت سلام بھیجنا چاہئے ۔ آپس میں ایک دوسرے سے ملتے وقت بھی السلام علیکم کے الفاظ کہنے چاہئیں۔ آداب وغیر ہ کے الفاظ استعمال نہیں کرنے چاہئیں ۔ کیونکہ شریعت نے سلام کو ایک دینی شعار قرار دیا ہے ۔ سلام کا جواب ضرور دینا چاہئے بلکہ بہتر طور پر اس کا جواب دینا چاہئے۔ بہتر رنگ میں سلام کے جواب سے انسان کی نیکیوں میں اضافہ ہوتاہے ۔ سلام کرنے میں ہمیشہ پہل کرنی چاہئے۔ سلام میں ابتداء کرنے والے شخص کو زیادہ ثواب ملتاہے ۔

سلام کوعام کرنا چاہئے کیونکہ سلام کو رواج دینے اور پھیلانے سے آپس میں محبت بڑھتی ہے ۔خواہ واقف ہو یا ناواقف اُسے سلام کرنا چاہئے حضور اکر م ﷺ نے سلام کہنے کو اخوت دینی کے قیام کے لئے ضروری قرار دیا ہے ۔ ملاقات کے وقت السلا م علیکم کہنے کے بعد اگر درمیان میں کوئی چیز حائل ہوجائے تو دوبارہ ملاقات کے وقت پھر السلام علیکم کہنا چاہئے ۔کسی مجلس میں بیٹھنے سے پہلے السلام علیکم کہنا چاہئے ۔ اسی طرح جب مجلس سے اُٹھ کر جا نا پڑے تو بھی السلام علیکم کہہ کر جانا چاہئے۔ بڑوں کو چاہئے کہ وہ بچوں کو سلام کریں اور چھوٹوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے بڑوں کو سلام کریں۔سوار کو چاہئے کہ وہ پید ل کو سلام کرے ۔ اسی طرح پیدل چلنے والوں کو بیٹھے ہوئے لوگوں کو سلام کرنا چاہئے اور تھوڑے آدمی زیادہ تعداد والوں کو سلام کیا کریں ۔مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو جب السلام علیکم کہا جائے تو مجلس میں سے ایک کا یا چند اشخاص کا سلام کا جواب دینا سب کی طرف سے کافی ہوجاتا ہے ۔ مردوں کا واقف عورتوں کو اور عورتو ں کا واقف مردوں کو سلام کرنا چاہئے ۔پس سلامتی اور امن کی یہ نوید جو حضرت محمد ﷺ نے خدائے سلا م کی طرف سے لاکر تمام دنیا کو د ی ہے ۔ ہم اسے اختیار کریں اور اجنبیت کی فضا کو دور کرنے ، اپنی روحانی بیماریوں کا علاج کرنے اور آپس میں محبت ومودّت بڑھانے کے لیے سلامتی کی راہوں پر چلتے ہوئے ہم السلام علیکم...کو رواج دیں۔

سردرد۔ تشخیص وعلاج

ابو سدید

نیورولوجی کی کئی شاخیں ہیں، اس میں دماغ اور اعصاب سے متعلقہ بیماریوں کے بارے میں تشخیص اور علاج کیا جاتا ہے۔ امریکہ میں باقاعدہ نیورولوجی کی اعلیٰ سطح پر ٹریننگ دی جاتی ہے۔ دماغ اور اعصاب کی بیماریوں میں سردرد، سن سٹروک، مرگی، فالج کی بڑھتی ہوئی بیماری اور نسیان وغیرہ شامل ہیں۔ جن کا علاج کرنے کے لئے نیورولوجسٹ کو بہت محنت سے مریض کو تفصیل سے چیک کرنا پڑتا ہے۔ سب سے پہلے اس کی بیماری کی تفصیلات سے آگاہی ضروری ہوتی ہے یعنی مریض کی کیس ہسٹری لینا نہایت اہم ہے۔ اس کے بعد ٹریٹمنٹ پلان بنانا ہوتا ہے۔ جس میں کئی قسم کے ٹسٹ یعنی EEG وغیرہ کروائے جاتے ہیں۔ امریکہ میں 1990ء تا 2000ء کو دماغ کی دہائی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ ان دس برسوں میں دماغ اور اس سے متعلقہ بیماریوں کے بارے میں بہت زیادہ ترقیات ہوئیں۔ بعض بہت ہی مشکل اور بظاہر ناقابل علاج بیماریوں کے علاج دریافت ہوئے۔سردرد، فالج اور مرگی وغیرہ جیسی بیماریوں کا علاج موجود ہے۔دوائیوں کے علاوہ بھی ان بیماریوں کے علاج کی مختلف صورتیں موجود ہیں۔

سردرد بہت عام تکلیف ہے بعض افراد کو روزانہ ہوتی ہے اور بعض کو ماہانہ یا سال میں ایک دوبار، مختلف بیماریوں کی وجہ سے بھی سردرد ہو سکتا ہے۔ بہت سے سردرد ایسے ہوتے ہیں جو خطرناک یاجان لیوا نہیں ہوتے تاہم اگر ان کا بروقت علاج نہ کرایا جائے تو مہلک ثابت ہو سکتے ہیں۔ بہت سی سردرد کی اقسام میں انسان معذور ہو سکتا ہے یا موت واقع ہو سکتی ہے۔ بلند فشار خون یا ہائی بلڈ پریشر میں ہونے والے سردرد میں بوجھ محسوس ہوتا ہے جو درد کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ بڑھتا جاتا ہے۔تھکاوٹ محسوس ہوتی ہے، آنکھوں میں سایہ سا رہتا ہے ہائی بلڈ پریشر کی وجہ سے سردرد عام پایا جاتا ہے، اگر اس کا بروقت علاج نہ کرایا جائے تو دل کا حملہ ہو سکتا ہے۔ اس لئے ایسے مریضوں کو اپنا بلڈ پریشر چیک کرواتے رہنا چاہئے۔ B.P ایک مرتبہ چیک کرنے سے اس کے ہائی(high) یا لو(low) ہونے کا اندازہ نہیں ہوتا بلکہ دن میں تین دفعہ چیک کروانا چاہئے اور دو دنوں کے بعد اس کی اوسط کو چیک کر کے کسی نتیجہ پر پہنچا جا سکتا ہے۔ دماغ کی شریان پھٹنے کی بڑی وجہ بھی ہائی بلڈ پریشر ہوتا ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہائی بلڈ پریشر قابل علاج مرض ہے اگر علاج نہ کریں تو دل کا حملہ، دماغ کی شریان پھٹنا یا فالج ہو سکتا ہے۔

دماغ کے مختلف حصوں میں شریان پھٹ سکتی ہے اگر سر پر زیادہ چوٹ لگ جائے تو بھی خون نکل سکتا ہے جو سرجری سے صاف کیا جا سکتا ہے ۔ کسی صدمے کی وجہ سے بھی دماغ میں خرابی واقع ہو سکتی ہے۔50 فیصد بچوں میں دماغی خرابی کی بڑی وجہ پیدائش سے پہلے یا معاً بعد انفیکشن کا پیدا ہونا ہے۔ دماغ میں اگر ٹیومر چھوٹا ہو تو سر درد نہیں ہوتا جوں جوں ٹیومر زیادہ ہوتا جاتا ہے درد بڑھتا جاتا ہے۔ خواہ وہ ٹیومر کینسر والا ہو یا بغیر کینسر کے ہو۔ سردرد کی ایک اور وجہ کھانسی ہے کھانسی سے سردرد نہیں ہونا چاہئے۔ بعض مریض کہتے ہیں کہ کھانسنے سے گُدّی (سر اور گردن کا درمیانی حصہ) میں درد ہوتا ہے۔ بعض اوقات ایسے مریض گر جاتے ہیں۔ یہ قابل علاج مرض ہے۔ اگر علاج نہ ہو تو مریض اکثر گرتا رہتا ہے ، پٹھے کمزور ہو جاتے ہیں اور ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہوتی ہے۔ ٹینشن اور ڈپریشن سے بھی سردرد ہو جاتا ہے جس میں کسی کام کے کرنے کو دل نہیں چاہتا، تھکاوٹ محسوس ہوتی ہے اور شانوں میں درد رہتا ہے۔ ڈپریشن عام پایا جاتا ہے۔ عموماً مردوں میں کلسٹر درد پایا جاتا ہے۔ بعض مریض آنکھ میں درد سے رات کواٹھ کر بیٹھ جاتے ہیں ، آنکھ اور ناک سے پانی بہتا ہے ۔اس کا علاج بہت آسان ہے۔ بعض مریضوں میں آدھ گھنٹے یا ایک گھنٹے کے لئے صرف رات کو درد ہوتا ہے ، آدھے سر کا درد بہت عام ہے ۔ یہ ایک سائیڈ سے شروع ہوتا ہے اس میں قے اور متلی وغیرہ ہوتی ہے یہ تین چار گھنٹے تک رہتا ہے نیند پوری نہ ہونے یا موسموں کی تبدیلی سے بعض مریضوں میں درد شقیقہ ہو جاتا ہے۔ درد شقیقہ کی بہت سی علامات ہیں جو ہر مریض میں مختلف ہوتی ہیں۔ چائے اور کافی پینے کے عادی افراد کو عموماً صبح کے وقت سر درد ہوتا ہےاور چائے یا کافی پینے سے ختم ہو جاتا ہے۔ بعض مریض اگر دوائیاں استعمال کرنا بند کر دیں تو بھی سردرد محسوس ہوتا ہے۔ ناک کے پیچھے اور آنکھوں کے نیچے اگر نزلہ جم جائے تو بھی سردرد ہوجاتا ہے۔ یہ عام درد ہے جس کا علاج بہت آسان ہے کالاموتیا زیادہ ہونے کی وجہ سے بھی سر درد واقع ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ حلق کی بیماریوں اور بخار وغیرہ میں بھی سردرد ہوتا ہے سردرد کا صحیح علاج وہی ڈاکٹر کر سکتا ہے جو سب سے پہلے مریض کی مکمل ہسٹری لیتا ہے اور سردرد کی علامات کے بارے میں تفصیل سے پوچھتا ہے 75 سے 80 فیصد تک سردرد کی بیماریوں کی تشخیص مریض کی ہسٹری سے ہو جاتی ہے۔ ہسٹری لیتے وقت مریض کے حال اور ماضی کی صورتحال، فیملی ہسٹری، اس کی زندگی کا رہن سہن، اور عادات وغیرہ کے بارے میں تفصیل سے آگاہی ضروری ہے ۔ سردرد کے مریضوں کو نیورولوجیکل چیک اَپ کروانا چاہئے۔ ای این ٹی اور جنرل فزیکل چیک اَپ بھی ضروری ہے۔ ان کے علاوہ لیبارٹری ٹسٹ بھی کارآمد ہوتے ہیں۔

شیزوفرینیا نفسیاتی بیماری ہے۔ اس بیماری میں دماغ کی بناوٹ بالکل درست ہوتی ہے۔ اس کا سوچنے کی خرابی سے تعلق ہوتا ہے۔ مائیگرین یا درد شقیقہ کو اگر دوائیوں کے علاوہ ٹھیک کرنا ہو تو ان عوامل سے بچنا چاہئے جن سے درد ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ بعض مریضوں کو سر پر پانی گرنے سے سردرد دور ہو جاتا ہے۔ بعض مریض اگر کم روشنی والے کمرے میں سو جائیں تو درد ٹھیک ہو جاتا ہے۔ یہ بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ سردرد کے آغاز میں دوائی استعمال کرنا فائدہ مند ہوتا ہے۔ نیورولوجیکل چیک اَپ میں سر سے لے کر پیر تک سکریننگ چیک ہوتا ہے۔